Al-Azhār

Volume 6, Issue 2 (July-Decmber, 2020)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://al-azhaar.org/issueone2020.html

URL: http://al-azhaar.org/issuetwo2019.html

Article DOI: https://doi.org/10.46896/arj.6i02.39

Title An analysis of surah e al qasas from tafseer Alikilil of allama syuti

Author (s): Aziz Ullah and Sahibzada Baz Muhammad

Received on: 29 January, 2020

Accepted on: 26 November, 2020

Published on: 26 December, 2020

Citation: Aziz Ullah and Sahibzada Baz Muhammad, "Construction: An analysis of surah e al qasas from tafseer Alikilil of allama syuti," Al-Azhār: 6 no, 2 (2020): 52-62

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

علامہ سیوطیؒ کی تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل کی روشنی میں سورۃ القصص کے مخصوص مضامین کا ایک جائزہ

An analysis of surah e al qasas from tafseer Alikilil of allama syuti

عزیزاللہ*

صاحبزادہ باز محمد**

Abstract

Abdul Raḥmān ibn Abī BakrJalāl al-Dīn Suyūṭī:1445–1505 AD)Al-Suyuti was born on 3O ctober 1445 AD (1Rajab 849 AH) in Cairo, Egypt.His mother was Circassian.And his father was of Persian origin.According to al-Suyuti his ancestors came from al-Khudayriyya in Baghdad.His family moved to Asyut in Mamluk Egypt, hence the nisba "Al-Suyuti".His father taught Shafi'i law at the Mosque and Khanqah of Shaykhuin Cairo.Al-Suyuti died on 18 October 1505.

In my Article, I discussed this particular topic about the women prophet hood in al-Milal wa an-Nihal, ibn Hazm mentioned that no difference of opinion occurred on this issue except during his time in Cordoba. He mentioned three opinions of the scholars on this issue. The third opinion was those of the scholars who refrained from giving a view on the issue. He stated that the proof of those who rejected the prophet hood of women is Allah's statement: "And we sent not before you [as messengers] except men to whom we revealed" [Yusuf: 100]. He said, "There is no proof in this verse because no one has claimed that women were messengers. Rather, the discussion is on prophet hood." The most explicit evidence in this regard is what was transmitted in the story of Maryam, and the story of Moosa's mother. That affirms the prophet hood of women.This included Moosa's mother's quickly throwing Moosa into the sea inside a basket, as soon as it was revealed to her to do so.He went on to say,"After Allah mentioned Maryam and the prophets who came after her, Allah said,"Those were the ones upon whom Allah bestowed favor from among the prophets" [Maryam: 85]. Thus, Maryam is part of the generality of this verse. And Allah knows best. The virtues of Aasiyah the wife of Fir'aun include the fact that she chose to be killed over royalty, and punishment in the worldly life over the luxurious life that she used to enjoy. She had foresight when she said, "He is a comfort to the eye" al-Qasas:9

However,"The scholars transmitted a consensus that a woman cannot be a prophet ".

Key words: *women prophet hood, difference of opinion, explicit evidence, consensus.*

---

*ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف بلوچستان، کوئٹہ

**چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف بلوچستان، کوئٹہ

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا تعارف:

امام سیوطیؒ کا نام عبدالرحمٰن اور کنیت ابوالفضل، لقب جلال الدین ہے، آپ کے والد محترم ایک عالم اور شافعی فقیہ تھے۔آپ کی والدہ محترمہ ایک ترکی خاتون تھیں(1)آپ مصر میں دریائے نیل کے مغربی کنارے پر واقع شہر اسیوط میں ولادت کی وجہ سے آپ سیوطی کی نسبت سے مشہور ہوئے،آپ کی ولادت یکم رجب849ھ بروز اتوار بعد نماز مغرب ہوئی،علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

"میری پیدائش اوائل ماہ رجب849ھ اتوار کی شام بعد مغرب ہوئی."2

ابتدائی تعلیم وتربیت

جلال سیوطیؒ کے والد نے آپ کو شہاب بن طباخ اور کمال الدین ابن ہمام کی کفالت میں دے دیا،ان کی سرپرستی میں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی،ابن ہمام نے آپ کو مدرسہ شیخونیہ میں داخل کروادیا،اپنے تعلیم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"یتیمی کی حالت میں میری نشوونماہوئی،قریباًآٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرلیا،پھر ''العمدۃ''، ''منہاج الفقہ''، ''الاصول'' اور ''الفیۃابن مالک'' کو یاد کرلیا"3

علوم حدیث اور علوم عربیہ آپ نے علامہ تقی الدین شبلی حنفی سے سیکھے اور چار سال تک ان سے شرف تلمذ حاصل کیا،انہوں نے آپ کی کتب شرح الفیہ ابن مالک اور جمع الجوامع پر تقریظ یعنی دیباچہ لکھا، تقی الدین کی وفات کے بعد علامہ محی الدین کافیجی کے پاس چودہ سال رہ کر متعدد علوم حاصل کیے جن میں علم تفسیر، علم الاصول، علم العربیۃ، علم المعانی وغیرہ شامل ہیں,انہوں نے آپ کو سند اجازت سے بھی نوازا،اس کے بعد شیخ سیف الدین حنفی سے کشاف، توضیح، تلخیص المفتاح وغیرہ کے دروس لیے۔

تالیفات:

علامہ سیوطیؒ کی مشہور کتب میں الاتقان فی علوم القرآن، الدرالمنثور فی التفسیر الماثور، ترجمان القرآن، لباب النقول فی اسباب النزول، شرح سنن ابن ماجہ، الخصائص الکبریٰ، تقریب التقریب، طبقات الحفاظ، بغیۃ الوعاۃ، جمع الجوامع،تاریخ الخلفاء، حسن المحاضرۃ، مناقب ابی حنیفہ،انباہ الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء وغیرہ شامل ہیں۔

وفات:

870ھ میں اپنے والد کے مدرسہ شیخونیہ میں مدرس ہوگئے،891ھ میں آپ کو معروف مدرسہ البیبرسیہ میں بھیج دیا گیا،آخر عمر میں آپ نے گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کرلی،اور18 جمادی الاولیٰ

911ھ میں وفات پائی۔4

الاکلیل فی استنباط التنزیل کا مختصر جائزہ:

علامہ جلال الدین سیوطیؒ جس طرح خود بہت سارے خوبیوں کا مالک ہے اسی طرح آپ کی مذکورہ تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل بھی ایک مختصر مگر بہت سارے فوائد اور اہم فقہی احکام کی تخریج پر مشتمل تفسیر ہیں، جو کہ مشہور قول "دریا در کوزہ" کے مصداق ہے، یہ تفسیر درج ذیل امور کا مجموعہ اور گنجینہ ہے:

1. تفسیر اکلیل فقہی احکام پر مشتمل ایک عمدہ تفسیر ہے۔
2. باوجود اختصار کے بہت سارے فقہی ابحاث کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہیں۔
3. بہت سارے فقہی مسائل اور مسالک کو چند الفاظ میں اختصار کے ساتھ بیان فرماتے ہے۔
4. انداز بہت ہی سہل اور دلنشین ہے۔
5. علماء مجتہدین کے استنباطات کا محور ہے۔
6. علماء متاخرین کے مسائل اور تحقیق کا مدار ہے۔
7. اس تفسیر کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ جن استنباطات کی طرف احکام فقہی پر مشتمل تفاسیر نے توجہ نہیں دی انہی کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

سورہ القصص کا مرکزی مضمون اور خلاصہ مضامین

اس سورت کی تعارف میں سب سے پہلے یہ بات ضروری ہے کہ مذکورہ سورت کے نام کی وجہ تسمیہ بیان کیا جائے، دکتور وھبہ الزحیلی فرماتے ہیں کہ:

"سميت سورة (القصص) لما فيها من البيان العجيب لقصة موسى عليه السلام من حين ولادته إلى حين رسالته۔"5

"سورہ القصص کو قصص اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں موسی کا عجیب وغریب واقعہ ولادت سے لیکر وفات تک مذکور ہے۔"

سورت قصص کا مرکزی موضوع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کی دعوت کی سچائی کو ثابت کرنا ہے، سورت کی پہلی آیتوں میں حضرت موسی علیہ السلام کی ابتدائی زندگی کی وہ تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں جو کسی اور سورت میں بیان نہیں ہوئیں۔ اس واقعے کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمانے کے بعد آیات تا میں اللہ تعالی نے اشارہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان واقعات کو اتنی تفصیل سے معلوم

کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا،اس کے باوجود جب آپ یہ واقعات بیان فرمارہے ہیں تواس سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ آپ پر اللہ تعالی کی طرف سے وحی آتی ہے, کفار مکہ کی طرف سے آپ کی نبوت اور رسالت پر جو اعتراضات کیے جاتے تھے،ان کا شافی جواب بھی اس سورت میں دیا گیا ہے،اور آپ کو تسلی دی گئی ہے کہ جو لوگ ضد پر اڑے ہوئے ہیں،ان کے طرز عمل کی کوئی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی۔پھر کفار مکہ جن جھوٹے خداؤں پر ایمان رکھتے تھے،ان کی تردید کی گئی ہے۔قریش کے بڑے بڑے سردار اپنی دولت پر غرور کی وجہ سے بھی آپ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کرتے تھے۔ان کی عبرت کے لیے آیات میں قارون کا واقعہ بیان کیا گیا ہے،جو حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے میں سب سے زیادہ دولت مند شخص تھا، لیکن اس کی دولت اسے تباہی سے نہ بچا سکی جو غرور اور ضد کے نتیجے میں اس پر آکر رہی۔ سورت کے آخر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اگرچہ اس وقت آپ بے سروسامانی کی حالت میں مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور ہورہے ہیں، لیکن اللہ تعالی آپ کو فاتح کی حیثیت سے دوبارہ مکہ مکرمہ واپس آنے کا موقع عنایت فرمائے گا، تفسیر منیر میں اس سورت کے مضامین بہت ہی عمدہ اور اختصار کے ساتھ یوں بیان ہوئے ہیں:

"في بيان أصول العقيدة: التوحيد والرسالة والبعث في ثنايا قصص الأنبياء، وإيضاح الأدلة المثبتة لهذه الأصول."6

"یہ سورت عقیدے،توحید،رسالت،انبیاء کی واقعات کے ضمن میں موت کے بعد دوبارہ اٹھنے کے اصول کے بیان میں ہے،اسی طرح ان اصولوں کو ثابت کرنے کے لئے دلائل کا ذکر ہیں۔"

1۔خاتون کا نبی ہونا:

یہاں یہ بات قابل وضاحت ہے کہ کیا کوئی خاتون نبی بن سکتی ہے؟ مگر اس سے پہلے بطور تمہید نبوت کا مفہوم واضح کرینگے پھر اصل مسئلے پر بحث ہوگی۔

نبوت کا مفہوم:

"نبی، نبو، نبا" یہ تین مصادر ہیں جن سے نبوت کا لفظ ماخوذ ہے،ازروئے لغت نبی "أَنبِئُونِي" کے وزن پر ہے جس کا مفہوم ہے "اطلاع دینے والا یا اطلاع پہنچانے والا" پس اطلاع پہنچانے کا نام بھی "نبوت" ہے اور اطلاع دینے کا نام بھی، قرآن حکیم میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، پہلے پارہ میں ارشاد ہے "أَنبِئُونِي" بتاؤ یا اطلاع دو مجھے! "ذٰلِكَ مِن أَنباءِ الغَيبِ"7" یہ غیبی اطلاعات ہیں" "مَنْ أَنبَأَكَ هَذَا"8" تمہیں یہ خبر کس نے دی"

مولانا غلام مرشد صاحب لفظ "نبوت" کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے بہت ہی عمدہ انداز میں رقمطراز ہے:

"کوئی بات بتادینایاکسی کو پہنچادینااس کانام لغت میں "نبوت" ہے۔"9

نبوت کے لغوی معنی ہیں "ارتفاع، بلندی، رفعت، علو، اونچی شان" نبوت کو بلند منصب کی وجہ سے نبوت کہا گیا، نبوت ایک ایسا منصب ہے جو کسبی نہیں یعنی اپنی کوشش یا محنت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ وہبی ہے, یعنی اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور اس کی خاص عنایت ہے، اللہ تعالیٰ تبلیغ دین اور اپنے احکام و اوامر کو بندوں تک پہنچانے کیلئے کسی برگزیدہ بندے کو منتخب فرما کر نبوت کے بلند منصب پر فائز کر دیتے ہیں تاکہ وہ انہیں صراط مستقیم پر گامزن کرے، نبی اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی غیب کی خبریں دینے والا انسان ہوتا ہے، اب یہاں اصل موضوع پر تھوڑا گفتگو کرتے ہے وہ یہ کہ کیا خاتون نبیہ ہو سکتی ہے ؟ تفسیر اکلیل فی استنباط التنزیل میں علامہ سیوطیؒ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"قوله تعالى:{وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى}استدل به من قال بنبوتها."10

"اللہ تعالیٰ کا قول {وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى} بعض علماء نے اس آیت سے موسیٰؑ کی والدہ کے نبی ہونے پر استدلال کیاہیں"

یہاں ایک اصولی بات جو بطور تمہید سمجھنالازمی ہے اور اہم ہے وہ یہ کہ نبوت کوئی اکتسابی چیز نہیں کہ محنت و کوشش اور کسب و مشقت سے مل جائے، نبوت تو عطیہ ربانی اور محبت و بخشش الٰہی ہے، اللہ تعالیٰ جسے اہل سمجھتا ہے نبوت سے سرفراز فرمادیتاہے اور یہی مفہوم اس ارشاد ربانی کا ہے:

"اللَّهُ يعلَمُ حَيثُ يَجعَلُ رِسالَتَهُ"11"اللہ بہتر جانتاہے کہ کون اسکی رسالت کا اہل ہے"

انبیاء کرام کو نبوت کی بدولت تمام انسانوں پر برتری حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ انسانیت کے عالی درجہ پر فائز ہوتے ہیں۔ نبوت عطیہ الٰہی ہے کسی شخص یا قبیلے یا قوم کی خواہش اور سفارش کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ نبوت ایسی گراں قدر نعمت اور رحمت صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ اپنی مشیت سے جسے اس کا اہل سمجھتا رہا ہے نوازتا رہاہے، اب اصل مسئلے پر بحث کرتے ہیں وہ یہ کہ کیا عورت نبی ہو سکتی ہے ؟

یہ مسئلہ علماء امت کے مابین مختلفہ ہے کہ کیا کسی خاتون کو اللہ جل شانہ نے درجہ نبوت سے سرفراز فرمایا یا نہیں ؟ کیا آج تک کوئی عورت نبی ہوئی ؟ اور کیا حضرت مریمؑ درجہ نبوت پر فائز تھیں ؟

علماء مختلف دلائل کی روشنی میں اس کے مختلف جوابات دیتے آئے ہیں، بیشتر اقوال کی بنیاد قرآن حکیم کے اس فرمان پر ہے جو کہ حضرت مریمؑ کے بارے میں قرآن میں ہے:

"وَاصطَفٰكِ عَلىٰ نِساءِ العٰلَمينَ"12"مریمؑ! ہم نے آپکو تمام جہانوں کی عورتوں سے چن لیا۔"

اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے علماء کرام کی تین جماعتیں ہیں،پہلی نبوت کے قائلین اورماننے والوں کی دوسری نہ ماننے والوں کی، تیسری متوقفین سکوت کرنے والوں کی یہ حضرات اس سوال کاجواب نہ نفی میں دیتے ہیں اور نہ اثبات میں۔

1۔ نبوت کے قائلین

وہ لوگ جو عورت کی نبوت کے قائل ہیں ان میں بڑے بڑے آئمہ شامل ہیں مثلاً علامہ محمد بن اسحاق، شیخ ابو الحسن اشعری، امام قرطبیؒ اور ابن حزم رحمہم اللہ تعالیٰ اس نقطہ نظر کے حامل ہیں کہ عورت نبوت پاسکتی ہے۔ان میں سے ابن حزم کاتو یہاں تک کہنا ہے کہ حضرت حوا، سارہ، ہاجرہ، ام موسیٰ، آسیہ زوجہ فرعون اور مریم علیہن الصلوٰۃ والسلام تمام ہی "نبی" ہیں۔

عورت کی نبوت کے قائلین فرماتے ہیں کہ قرآن مجید نے حضرت سارہ، ام موسیٰ اور مریم کے متعلق جن واقعات کااظہار کیاہے ان میں بصراحت موجود ہے کہ ان پر خدا کے فرشتے وحی لے کر نازل ہوتے اور اللہ نے ان کو مختلف مواقع پر بشارت سے سرفراز فرمایااور ان تک اپنی معرفت وعبادت کا حکم پہنچادیا، حضرت سارہ علیہ السلام کے لیے سورہ ہود اور الذاریات میں اور ام موسی علیہ السلام کے لئے سورۃ قصص میں اور حضرت مریم علیہ السلام کے لیے سورہ آل عمران اور سورہ مریم میں بواسطہ ملائکہ اور بلاواسطہ خطابِ الٰہی موجود ہے کہ :

"وَاصطَفٰكِ عَلىٰ نِساءِ العٰلَمينَ"13

"مریمؑ! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کی عورتوں سے چن لیا"

ظاہر ہے کہ ان مقامات پر وحی کے لغوی معنی وجدانی ہدایت یا مخفی اشارہ کے مراد نہیں ہیں جیساکہ آیت میں ہے:

"وَأَوحىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحلِ"14

"میں شہد کی مکھی کے لیے وحی کااطلاق کیاگیاہے۔"

بالخصوص حضرت مریم علیہ السلام کے نبی ہونے کی یہ واضح دلیل موجود ہے کہ سورہ مریم میں ان کا ذکر اس اسلوب کے ساتھ کیاگیاہے جس طریقہ پر دیگر انبیاء ورسل کاتذکرہ کیاہے مثلاً حضرت موسیٰؑ کے بارے میں فرمایا:"وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ"15

اوریہی الفاظ مریمؑ کے بارے میں ہیں:

"وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ"16

سورہ مریم کے آیت نمبر17 میں مریمؑ کے بارے میں مرقوم ہیں:

"فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا"17

"ہم نے مریم کی جانب اپنے فرشتہ جبریل کو بھیجا۔"

پھر آل عمران میں مریم علیہ السلام کو ملائکہ نے جس طرح خدا کی جانب سے پیغامبر بن کر خطاب کیا ہے وہ بھی اس دعویٰ کی روشن دلیل ہے، مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ ان عورت کے نبوت کے قائلین کے دلائل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر قرآن نے حضرت مریم علیہ السلام کو "صدیقہ" کہا ہے تو یہ لقب ان کی شان نبوت کے اسی طرح منافی نہیں جس طرح یوسف علیہ السلام کے مسلم نبی ہونے کے باوجود :"يوسُفُ أَيُّهَا الصِّدّيقُ"18 میں ان کا صدیق ہونا ان کے نبی ہونے کو مانع نہیں ہے بلکہ ذکر پاک مقامی خصوصیت کی بناء پر مذکور ہے کیونکہ جو نبی ہے وہ بہر حال "صدیق" ضرور ہے اس کا عکس نہیں ہے۔19

2۔ نبوت کے مخالفین

حافظ ابن کثیر اور قاضی عیاض نے جمہور کا مسلک یہ بتایا ہے کہ مریمؑ نبیہ نہیں تھی، امام الحرمین نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، حسن بصری، شیخ عبدالعزیز کا رجحان بھی اسی جانب ہے کہ عورت نبیہ نہیں ہو سکتی، جو علماء یہ فرماتے ہیں کہ عورت نبیہ نہیں ہو سکتی وہ اپنی دلیل میں اس آیت کو پیش کرتے ہیں:

"وَما أَرسَلنا مِن قَبلِكَ إِلّا رِجالًا نوحى إِلَيهِم"20 نیز یہ کہ قرآن نے ان کو صدیقہ کہا ہے، ارشاد ہے:

"مَاالمَسيحُ ابنُ مَريَمَ إِلّارَسولٌ قَدخَلَت مِن قَبلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدّيقَةٌ"21

"بس ابن مریم تو ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے اور انکی والدہ صدیقہ تھیں"

پس ثابت ہوا کہ اگر وہ نبیہ ہوتی تو ان کی صفت بجائے صدیقہ کے "نبیّہ" ذکر ہوتی۔

ان کے پاس ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر قائلین قرآن کریم کی ان آیات سے استدلال لیتے ہیں جو کہ مختلف مقامات میں واضح کرتی ہیں کہ ہم نے ان کو وحی کی تو یہ استعمال کسی طور قابل احتجاج نہیں کیونکہ انہی الفاظ کو غیر انبیاء کے لئے بھی ذکر کیا گیا ہے، جیسا کہ فرمان ہے:"وَأَوحىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحلِ أَنِ اتَّخِذى مِنَ الجِبالِ بُيوتًا"22

"ہم نے شہد کی مکھی کو وحی کی کہ پہاڑوں میں گھر بنا"

پس ثابت ہوا کہ کسی ذات کے لئے اوحی، اوحینا یا اس کے ہم مثل الفاظ کا آجانا دلیل نہیں اس بات کی کہ وہ لازماً نبی ہے، پس یہ استدلال غیر صحیح ہے۔

جو علماء عورت کے نبیہ ہونے کے مخالف ہیں ان کا کہنا ہے کہ قائلین و مثبتین کی یہ دلیل بھی اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچاتی کہ حضرت مریم کے لئے لفظ اصْطَفَاكِ کا استعمال نبیہ نہ ہونے کی واضح دلیل ہے، پیر محمد کرم شاہ کہتے ہیں کہ:

"قدرت کی نگاہ انتخاب نے بچپن میں بھی مریم علیہ السلام کو چن لیا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی سرپرستی عطا فرمائی، دل میں اپنی یاد کی لگن پیدا کر دی اور غیب سے طرح طرح کے پھل مہیا ہونے لگے اور جب سنِ شباب کو پہنچیں تو رحمتِ الٰہی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کی ماں بنانے کے لیے منتخب فرمالیا اس لیے اصطفاء کا ذکر دو بار آیا ہے اور نساءا لعلمین سے مراد ان کے اپنے زمانہ کی عورتیں ہیں۔"23

بقول مفتی محمد شفیعؒ:

"مقبول فرمانا کچھ ایک دو عورتوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ تمام جہاں بھر کی عورتوں کے مقابلے میں منتخب فرمانا ہے۔"24

مولانا عثمانی نے اپنی خداداد ذہانت سے آیتِ میں اصطفاء کے تکرار کی وجہ لطیف انداز میں بیان کی ہے کہ اصطفاء کے معنی چھانٹ لینے کے ہیں بہت سی چیزوں میں اچھی اور عمدہ چیز کو چھانٹ لینا اصطفاء کہلاتا ہے اور چھانٹی ہوئی چیز کو "صفی" کہتے ہیں، مریمؑ کے لیے یہاں اصطفاء تھا جو مریمؑ کا دنیا کی عورتوں میں امتیاز ایک بے غبار حقیقت ہے۔ لیکن جن بزرگوں کی نگاہ یہاں تک نہ پہنچی وہ اس آیت میں مریمؑ کے لیے اصطفاء کا تکرار دیکھ کر پریشانیوں کا شکار ہوگئے اور اسی پریشان خیال کا اظہار انہوں نے یہ کہہ کر کیا کہ مریمؑ نبیّہ تھیں۔

مخالفین نبوت کی دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مرد کو عورت پر فضیلت ہے، جس طرح کہ سورہ النساء میں ارشاد خداوندی ہے:

"الرِّجالُ قَوّٰمونَ عَلَى النِّساءِ بِما فَضَّلَ اللَّهُ بَعضَهُم عَلىٰ بَعضٍ"25

"مردوں کو عورتوں پر قابو حاصل ہے اور اللہ نے بعض (مرد) کو بعض (عورت) پر فضیلت دی ہے۔"

جسمانی و روحانی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو عورت فطرتاً مرد سے کمزور ہوتی ہے چونکہ کسبِ معاش کا تمام تر بار قدرت نے مرد کے کاندھوں پر رکھا ہے۔ لہٰذا اس کو زیادہ قوت عطا فرمائی ہے، وہ ہر موسم میں محنت و مشقت سے کام لے کر کسبِ معاش کر سکتا ہے برخلاف عورت کے وہ نہ زیادہ دھوپ، گرمی اور بھوک پیاس برداشت نہیں کر سکتی، قدرت نے جہاد کو اسی لئے اس پر سے ساقط کر دیا ہے۔

عورت کے چہرہ پر حسن کی بہار ہوتی ہے رعب نہیں، برخلاف مرد کے کہ اس کے چہرہ پر رعب و دبدبہ اور ہیبت ہوتی ہے اور یہ چیز بسا اوقات دشمن کے مقابلہ میں مقصد براری میں مفید ہوتی ہے۔ خدا نے آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء تک کسی عورت کو نبی یا رسول نہیں بنایا کیونکہ تبلیغی ضرورتیں اول تو اس سے پوری نہیں ہو سکتیں کیونکہ قوموں کا یہ انبیاء پر ہمیشہ اولین ردعمل یہ رہا ہے کہ انبیاء و رسل کو دعوت حق کے لئے بڑے

بڑے مصائب وآلام سے گزرناپڑااور دشمنانِ دین کے بڑے بڑے مظالم اٹھاناپڑے ہیں،ایک اہم سبب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مفتی محمد رفیع صاحب لکھتے ہیں کہ :

"ایک ثبوت یہ کہ عورت میں اضطراب اور گھبراہٹ مرد کی نسبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔"26

اس آیت میں اللہ نے واضح طور پر قوامیت کا مقام مرد کو دیا ہے اگرچہ براہ راست یہ آیت خانگی امور سے متعلق معلوم ہوتی ہے، لیکن اول تو آیت میں کوئی نکتہ ایسا نہیں ہے جو اس کو خانگی امور کے ساتھ خاص کرتا ہو، دوسرے یہ کہ یہی بات ہے کہ جس صنف کو اللہ نے ایک چھوٹے سے گھر کی سربراہی کی ذمہ داری نہیں سونپی اس کو پورے ملک کی سربراہی کی ذمہ داری کیسے سونپی جاسکتی ہے؟ قاضی ثناءاللہؒ لکھتے ہیں:

"ولذلك خصوا بالنبوة والامامة والولاية"27

"اس وجہ سے (مرد کے قوام ہونے کی وجہ سے) نبوت، امامت اور حکومت مردوں کے لئے مختص ہے۔"

پس مخالفین نبوت کہتے ہیں لفظ "اصطفاء" سے یہاں درجہ کمال کی طرف اشارہ مقصود ہے، صحیحین میں رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے:

" عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ: إِلَّا آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ "28

"مردوں میں درجہ کمال کو بہت پہنچے ہیں لیکن عورتوں میں سے درجہ کمال صرف مریم دختر عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کو حاصل ہوا اور عائشہؓ کا مقام عورتوں میں ایسا ہے جیسے تمام کھانے میں ثرید کا۔"

اللہ تعالیٰ نے منصبِ نبوت کے لئے ہمیشہ مردوں ہی کو منتخب فرمایا اور کوئی عورت کبھی اس منصب عالی پر فائز نہیں ہوئی جس طرح کہ ارشاد گرامی قدر ہے:

"وَما أَرسَلنا مِن قَبلِكَ إِلّا رِجالًا نوحي إِلَيهِم۔"29

"ہم نے آپ ﷺ سے پہلے صرف مردوں کو ہی پیغمبر بنا کر بھیجا تھا جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے۔"

3۔ متوقفین:

تیسری رائے ان علماء کی ہے جو "سکوت اور توقف" کو ترجیح دیتے ہیں، ان میں شیخ تقی الدین سبکی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ "فتح الباری" میں ان کا یہ قول مذکور ہے:

"سبکی فرماتے ہیں اس مسئلہ میں علماء کی آراء مختلف ہیں اور میرے نزدیک اس بارے میں اثباتاً یا نفیاً کوئی بات ثابت نہیں ہے۔"30

الغرض علماء کرام میں خواتین کی نبوت کے بارے میں تین آراء مشہور ہیں پہلی نبوت کے قائلین کی، دوئم نبوت کے مخالفین کی، سوئم متوقفین کی، مگر اُمت میں جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ خاتون نبیہ نہیں ہوسکتی اور یہی راجح اور فیصل معلوم ہوتی ہے۔

2۔انبیاء کرام اور مسئلہ عصمت

عصمت نبی کا مفہوم:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق متضاد قوتوں کے ساتھ فرمائی ہے، یعنی اس کو نیک و بد دونوں قسم کی قوتیں عطا کی گئی ہیں، وہ گناہ بھی کر سکتا ہے اور نیکی بھی، وہ ارادہ بد کا بھی حامل ہے اور ارادہ خیر کا بھی، ان متضاد قوتوں کے حامل انسان میں سے اللہ تعالیٰ، انسانی رشد و ہدایت، اور اصول الی اللہ کے لیے کبھی کبھی کسی شخص کو چن لیتے اور اس کو اپنا رسول، نبی اور پیغمبر بنا لیتے ہیں مگر جب کسی ہستی کو "نبوت" کے لیے چن لی جاتی ہے تو اس کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ عمل و ارادہ کی زندگی میں ہر قسم کے گناہ سے اور نافرمانیوں سے پاک ہو، تاکہ پیغام الٰہی کے منصب میں خدا کی صحیح نیابت ادا کر سکے اور نبی ایک انسان اور بشر بھی ہے کھاتا ہے، پیتا ہے، سوتا ہے اور اہل و عیال کی زندگی سے بھی وابستہ ہے اور وہ ہر قسم کے عملی اور ارادی گناہوں سے پاک بھی ہے کیونکہ وہ ہر قسم کی نیکی کے لیے ہادی و مرشد اور خدا کا نائب ہے، اور اگرچہ وہ دوسرے انسانوں کی طرح متضاد قوتوں کا حامل ضرور ہے لیکن عمل اور ارادہ میں اس سے ہر قسم کی بدی کے ظہور کو ناممکن اور محال کر دیا گیا ہے تاکہ اس کا ہر ایک ارادہ، ہر ایک عمل کائنات کے لیے اسوہ اور نمونہ بن سکے، البتہ بشریت و انسانیت سے متصف ہونے کی بنا پر سہو، نسیان اور لغزش کا امکان باقی رہتا ہے اور کبھی عملی شکل بھی اختیار کر لیتا ہے مگر فوراً ہی اس پر متنبہ کر دیا جاتا ہے اور وہ اس سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ سہو اور نسیان کا مفہوم تو ظاہر ہیں مگر "زلّۃً" (لغزش) کیا ہے؟ اس کی وضاحت مولانا حفظ الرحمنؒ اس طرح کرتے ہیں:

"اس کا اطلاق ایسی حقیقت پر ہوتا ہے کہ جہاں نہ عمل اور کردار میں تمرد اور سرکشی کا دخل ہو اور نہ قصد و ارادہ کے ساتھ حکم کی خلاف ورزی کا اور ساتھ ہی وہ عمل اپنی حقیقت اور ماہیت کے اعتبار سے قبیح، بد اور شر بھی نہ ہو بلکہ ان تمام امور کے پیش نظر وہ اپنی ذات میں اگرچہ اباحت اور جواز کا درجہ رکھتا ہو مگر کرنے والے کی ہستی کے شایانِ شان نہ ہو بلکہ اس کے عظیم رتبہ کے سامنے سبک اور ہلکا نظر آتا ہو، بایں ہمہ اس لیے عمل میں آ گیا کہ عمل کرنے والے کی نگاہ میں اس کا اس طرح کرنا خدائے تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ تھا لیکن نبی پر چونکہ خدائے تعالیٰ

کی مستقل حفاظت و نگرانی رہتی ہے اس لیے فوراً ہی اس کو متنبہ کر دیا جاتا ہے کہ یہ عمل تمھاری جلالت قدر اور عظمت مرتبہ کے شایانِ شان نہیں ہے۔"31

اسی مجموعہ حقیقت کا نام "عصمت انبیاء" ہے اور یہی اسلامی عقائد میں سے ایک بنیادی عقیدہ ہے، یہ مسئلہ اگرچہ بحث و کاوش کے اعتبار سے بہت اہم مسئلہ ہے، مگر دلائل و براہین کے بعد مسئلہ کی حقیقت اور اس کا خلاصہ یہی ہے جو یہاں بیان کیا گیا ہے، علامہ جلال الدین سیوطیؒ تفسیر اکلیل میں رقمطراز ہے:

"قوله تعالى{فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ}فيها جواز دفع الصائل ولو أدى إلى قتله وإنماعده ذنباً لأن الأنبياءلايفعلون أمراً إلا بإذن تعالى."32

"اللہ تعالی کا قول:{فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ} یہ آیت سے حملہ کرنے والے سے اپنی دفاع کا جواز معلوم ہوتا ہے اگرچہ یہ دفاع قتل تک لے کے جائے،(موسیٰؑ کے اس لغزش کو)اللہ تعالی نے گناہ سے تعبیر کیا کیونکہ انبیاء کرام کا ہر فعل اللہ تعالی کی اجازت سے ہوتی ہے جبکہ یہاں کام بغیر اجازت کے کی گئی۔"

علامہ سیوطیؒ نے یہاں عصمت انبیاء کا مسئلہ ذکر فرمایا ہے،اس کا مطلب ہے کہ تمام انبیاء کسی بھی قسم کے کبیرہ اور صغیرہ گناہ سے معصوم ہیں،اس موضوع میں جو اکثر اشکالات پیدا ہوتے ہیں وہ قصہ سیدنا آدمؑ میں پیدا ہوتے ہیں لہذا اس کی تھوڑی سی تفصیل پیش خدمت ہیں:

عصمت آدم:

اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد اب حضرتِ آدم علیہ السلام کے واقعہ پر غور کیجئے اور نظر ڈالیے کہ قرآنِ عزیز سورہ بقرہ میں جب یہ واقعہ بیان کیا گیا تو صاف طور پر یہ واضح کر دیا گیا کہ حضرت آدم کی یہ غلطی نہ گناہ تھی اور نہ نافرمانی بلکہ معمولی قسم کی لغزش تھی:

"فَاَزَلهما الشَّيطٰن33 "شیطان نے ان دونوں سے لغزش کرادی"

اور اس کے بعد سورہ اعراف اور طٰہٰ میں دو جگہ اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے "وسوسہ" سے تعبیر کیا:

"فَوَسوَسَ لَهمَا الشَّيطٰن"34 "شیطان نے ان کو پھسلادیا"

اور سورہ طٰہٰ میں تیسری جگہ اس لغزش اور وسوسہ کا اللہ تعالی نے خود ہی سبب بیان کر کے حضرتِ آدمؑ کو ہر قسم کے ارادی اور عملی گناہ سے پاک ظاہر کیا اور ان کی عصمت کے مسئلہ کو زیادہ سے زیادہ محکم اور مضبوط بنادیا:"وَلَقَد عهدنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِن قَبلُ فَنَسِىَ وَلَم نَجِدله عَزمًا۔"35"اور بلاشبہ ہم نے آدم سے ایک اقرار لیا تھا پس وہ اس کو بھول گیا اور ہم نے اس کو پختہ ارادہ کا نہیں پایا(ہم نے اس کو اقرار کے پورا نہ کرنے میں

اس کے ارادہ اور قصد کا دخل نہیں پایا)"

یہ آیات صاف طور پر واضح کرتی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں کیا جس حد تک معاملہ پیش آیا اس میں بھی ان کے قصد وارادہ سے خلاف ورزی کا مطلق کوئی دخل نہیں ہے بلکہ وہ ایک وسوسہ تھا جو لغزش کی شکل میں ان سے صادر ہو گیا اور وہ بھی نسیان اور بھول چوک کے ساتھ ،ان تمام تصریحات کے بعد اب سورہ طٰہٰ کی درج ذیل آیت کا مقصد خود بخود صاف ہو جاتا ہے۔

"وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّه فَغَوٰى۔ "36

"اور آدم نے اپنے پروردگار کا حکم پورا نہ کیا اور وہ بہک گیا"

بہر حال واقعہ سے متعلق ان تمام آیات جو حضرت آدم علیہ السلام کی جالت قدر، صفوت و برگزیدگی اور خلعت خلافت سے سرفرازی کو ظاہر کرتی ہیں، جدا جدا کر کے نہ دیکھا جائے اور سب کو یکجا جمع کر کے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی عصمت کا مسئلہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے اور اس میں قطعی کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے،

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ علیہ "عصمت انبیاء" کا مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"عصیٰ اٰدم ربّہ فغویٰ" میں عصیان آدم کا مطلب یہ ہے کہ حاکم کے حکم کی خلاف ورزی بظاہر حال "معصیت" ہے لہٰذا اس کا نام بھی بظاہر معصیت و بے راہ روی ہوا، لیکن جو معاصی اور گناہ قصداً اور ارادۃً سرزد ہوں، وہ در حقیقت معصیت ہوتے ہیں کیونکہ اس میں معصیت کا قصد ہوتا ہے اور اس کا علم ہوتا ہے اور ایسی ہی معصیت سے ہم انبیاء کو پاک اور معصوم سمجھتے ہیں۔"37

خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء کرام نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد ہر قسم کی چھوٹی بڑی گناہ سے پاک ہیں ،جہاں تک بات ہے ان نصوص کا جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فلان فلان نبی سے گناہ سرزد ہوا ہے علماء کرام نے اس کی توجیہہ فرمائی ہے جن کی تھوڑی سی تفصل یہاں ہمارے مضمون میں بیان ہوئی ہے۔

References

1. Sauti,Abdurhman inbe abi bakar,Zelou tabqat e Hufaz,Darulkkutub ilmi, berot jeld:1,safa:223
2. Sauti,jaluden,Husnulmunazera,Darul Ihya,Qahira, 1378,jeld:1, safa:336
3. Aezan:safa:337
4. Punjab Univarasty,Urdu daeratulmaref,danishgha Punjab,lahor,2006, jeld: 11, safa:537
5. Zuheli,Wahbatu ibn e Mustafa.Doctor,Tafseralmuner, Darulfekar, Barut, 1418, jeld:20, safa:51
6. Aezan:22

7. Sura alimran:3:44
8. Sura altahrem:2:66
9. Gulam Murshed,Mulana,mahnama tamer insaniyat,lahor,1985,Safa:10
10. Sauoti,jalaluden,Abdul Rahman,muqdmo e iklel fi Istenbat e Tanzel,Darul Kutab ilmiya, berut,1981,SAFA:266
11. Sura anam:2:145
12. Sura alimran:3:42
13. Sura alimran:3:42
14. Sura Nahl:68:169
15. Sura anbia:19:51
16. Sura Maryam:19:16
17. Sura Maryam:19:17
18. Sura Yosuf:12:46
19. Seoharwe,Hafezu Rahman,Qasasul Quran,Darul IShaat,Karachi, 1972,Jeld:4,Safa:23
20. Sura Nahl:16:43
21. Sura maida:5:75
22. Sura Nahl:16:68
23. Muhamad Karam Sha,Per,Mulana,Ziya ul Quran Publecashens,Lahor, 1398,jeld:1,Safa:227
24. Usmani,mufti,Muhammad Shafi,marefulquran,idarul maref,Karachi, 1987,Jeld:2,SAFA :64
25. Sura nisa:4:34
26. Usmani,Mufti Muhammad Rafe,Aurat Ki sarbarai Ka Masala,Mahnama Alblagh,Farwari 1987,Safa:5
27. Pani pati,Qazi snaullah,tafser e Mazhari,maktba e Rashedeya, Quetta,sane Ishat Nadarad,Jeld:2,SAFA:198
28. Mukhari,Muhammad ibne Ismail,aljame alsahih,kitabu tafser,bab qoluallh wa Zarab allah u masalan,Hades No:3411,qademi kutub Khana,Karachi,Jeld:2,Safa:34
29. Sura yosuf:12:109
30. Ibne Hajar,Ahmad ibne Ali,fathulbari,maktaba ilmi,Qahiara,1348,jeld:6,Safa:366
31. Seoharwe,Hafezu Rahman,Qasasul Quran,Jeld:1,Safa:40
32. Sauoti,jalaluden,Abdul Rahman,iklel fi Istenbat e Tanzel,SAFA:266
33. Sura Baqara:2:36
34. Sura aaraf:7:20
35. Sura Tuaha:20:116
36. Sura Tuaha:20:15
37. Undolesi,Hafez ibne Hazem,Asmat e Anbeya maktaba e rahmaniya, Lahor,sane ishaat nadarad,safa:15